فٹ بال یورو کپ اور برطانیہ کا ریفرنڈم

تحریر: سہیل احمد لون

کھلاڑی اور فنکار اس لحاظ سے بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں ان کا شوق ہی انکا ذریعہ معاش بن جاتا ہے۔ان کے فن یا کھیل کی وجہ سے دنیا میں ان کے مداح ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب ہوتے ہیں کھلاڑی یا فنکار جتنا مقبول ہوتا جائے اسکے پیسہ کمانے کے مواقع بھی بڑھتے جاتے ہیں۔عزت،شہرت،دولت ایسی چیزیں ہیں جن کے حصول کے لیے ہر کوئی ہاتھ پاؤں مارتا ہے مگر فنکار اور کھلاڑی یہ سب کچھ اپنی پیشہ وارانہ مہارت کے بل بوتے پر حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔اگر وہ اچھا انسان بھی ہو تو اس کے مداحوں کی تعداد اس کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھی کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی رہتی ہے۔صدا بہار باکسر محمد علی اس کی مثال ہے جسے باکسنگ چھوڑے ساڑھے تین دہائیوں سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر اس کی وفات پر عالمی میڈیا اور سوشل میڈیا پر لوگوں کا ردعمل دیکھ کر اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لوگ اس سے کس قدر محبت کرتے تھے۔کھیل اور فن سے ملکوں میں روابط بڑھتے ہیں اور بعض اوقات کشیدگی بھی کم ہوتی ہے۔ اسی فارمولے پر عمل کرتے ہوئے 80ء کی دہائی میں جنرل محمد ضیاء الحق نے بھارت جا کر پاکستان بمقابلہ انڈیا کرکٹ میچ دیکھا جب سرحدوں پر کافی کشیدگی چل رہی تھی۔اگر کسی ملک سے عالمی برادری ناراض ہو جائے تو اس سے سفارتی تعلقات کے ساتھ اقتصادی پابندیاں بھی لگا دیں جاتی ہیں۔ساؤتھ افریقہ کے ساتھ تو کافی عرصہ کرکٹ کا حقہ پانی بھی بند کیا گیا تھا۔کھیل اتنا مثبت اور صحت مند آنہ عمل ہوتا ہے جس سے ملکوں کے تعلقات بہتر بنانے اور ایک دوسرے کی ثقافت،رسم ورواج،روایات سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔دنیا میں بہت سی کھیلیں بین الاقوامی طور پر کھیلی جاتی ہیں مگر فٹبال ایسا کھیل ہے جو سب سے زیادہ کھیلا اور دیکھا جانے والا کھیل ہے۔اس کی مقبولیت میں اس وقت مزید اضافہ ہوا جب 1930ء سے عالمی کپ کا انعقاد ہونا شروع ہوا۔یورپ میں کوئی ایسا ملک نہیں جس کی فٹبال کی قومی ٹیم نہ ہو عوامی رجحان دیکھ کر 1960ء یورپین کپ کا انعقاد بھی عالمی کپ کی طرح ہر چار سال بعد ہونے لگا۔فٹبال کے عالمی کپ میں سب سے زیادہ کامیاب ٹیم برازیل ہے جس نے پانچ مرتبہ ورلڈ چیمپئن بننے کا اعزاز حاصل کیا جبکہ جرمنی اور اٹلی نے چار چار مرتبہ ورلڈ کپ اپنے نام کیا۔ارجنٹائن،یوروگائے کی ٹیموں نے دو دو مرتبہ جبکہ فرانس،سپین،اور برطانیہ نے عالمی کپ جیتنے کا خواب ایک ایک مرتبہ پورا کر چکے ہیں۔جرمنی کا فٹبال میں وہی مقام ہے جو آسٹریلیا کو کرکٹ میں،عالمی چیمپئن جرمنی کو سب سے زیادہ آٹھ مرتبہ فائنل تک رسائی حاصل کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔اس کے بعد برازیل نے سات،اٹلی کی ٹیم چھ اور ارجنٹائن کی ٹیم پانچ فائنل کھیل چکی ہیں۔یورپین کپ میں بھی جرمنی کی ٹیم کا ریکارڈ سب سے شاندار ہے وہ چھ مرتبہ فائنل تک پہنچی اور تین مرتبہ فاتح بنی۔جرمنی کی طرح تین مرتبہ یورو کپ جیتنے کا کارنامہ سپین نے بھی انجام دیا ہے۔سپین کی ٹیم نے چار مرتبہ فائنل تک رسائی حاصل کی جس میں ایک مرتبہ ناکامی ہوئی۔فرانس دو مرتبہ فائنل تک پہنچا اور دونوں مرتبہ قسمت کی دیوی اس پر مہربان ہوئی۔اس کے علاوہ اٹلی،ہالینڈ،سوویت یونین،یونان،جمہوریہ چیک، اور ڈنمارک کی ٹیمیں ایک ایک مرتبہ یورو کپ اپنے نام کر چکی ہیں۔سویت یونین چار اور اٹلی تین مرتبہ فائنل میں پہنچا

جبکہ یوگوسلاویہ اور جمہوریہ چیک دو مرتبہ فائنل کھیل چکے ہیں۔فرانس میں 15 ویں یورو کپ کا انعقاد کیا گیا ہے جس میں چوبیس ٹیمیں حصہ لے رہی ہیں۔ ہر ٹیم کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ فاتح بن کر میدان سے لوٹے اور فطری طور پر شائقین اپنی ٹیم کی جیت کی خواہش لے کر میچ دیکھتے ہیں۔یورو کپ ہو یا عالمی کپ کھلاڑی یا کوچز خبروں کا محور ہوتے ہیں مگر انگلینڈ کے فٹبال کے شائقین کھلاڑیوں اور کوچز سے بھی زیادہ خبروں میں رہنے کا فن جانتے ہیں۔کرکٹ اور ٹینس میں انگلینڈ کے شائقین جس قدر مہذب اور نظم وضبط کے آئینہ دار ہیں فٹبال کے شائقین اتنے ہی جارحانہ اور غیر مہذب رویہ دکھانے میں مشہور ہیں۔2006ء کا عالمی کپ جرمنی میں ہوا میں اس وقت فرینکفورٹ میں مقیم تھا اور اپنے دوستوں کے ساتھ تمام میچ یورپ کی سب سے بڑی سکرین جو دریا پر نصب کی گئی تھی دیکھنے جاتے تھے۔جس روز انگلینڈ کی ٹیم کا میچ تھا اس دن پولیس کی نفری چار گنا بڑھا دی گئی اور جہاں میچ ہونا تھا وہاں سٹیڈیم میں اور اس کے گرد ایسا ماحول تھا جسے دیکھ کر ایسا احساس ہوتا تھا کہ یہ کوئی فٹبال سٹیڈیم نہیں بلکہ ایٹمی پلانٹ ہو۔جرمن پولیس اور انتظامیہ نے انگلینڈ کے فٹبال شائقین کو بڑی مہارت سے کنٹرول میں رکھا۔یورو کپ 2016ء فرانس میں ہو رہا ہے جس میں انگلینڈ نے اپنا پہلا میچ روس کے ساتھ ایک ایک گول سے برابر کھیلا جس کے بعد انگلینڈ کے فٹبال شائقین نے اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے روسی شائقین پر غم وغصہ نکالنا شروع کیا۔ویلز کے ساتھ میچ سے قبل بھی خبروں کی زینت بنے رہے۔فرانسیسی پولیس کو آنسو گیس اور ڈنڈا استعمال کرنا پڑا۔فٹ بال کی تاریخ میں سب سے بڑا سانحہ Sheffield میں واقع سٹیڈیم Hillsborough میں پیش آیا تھا جب 1989ء میں FA کپ کے فائنل میں سٹیڈیم میں بھگدڑ مچ جانے سے 96 شائقین ہلاک اور سات سو سے زائد زخمی ہوئے۔اگر چہ اس میں انتظامی کمزوریاں بھی تھیں مگر تماشائیوں کا منظم نہ ہونا بھی ایک بڑی وجہ تھی۔اس سانحہ کے بعد انگلینڈ تمام فٹبال سٹیڈیم کے بڑے بڑے جنگلے اتار دیئے گئے، میچ شروع ہونے اور ختم ہونے پر زیادہ سے زیادہ گیٹ کھولنے اور تماشائیوں کو کنٹرول کرنے والی فورس کا خصوصی انتظام کیا جانے لگا۔اس وقت لندن میں درجن سے زائد فٹبال سٹیڈیم ہیں ہر علاقے میں کھیلنے کے لیے گراونڈز موجود ہیں۔تعلیمی اداروں کے علاوہ دیگر اداروں میں بھی فٹبال کھیلنے کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں ان تمام سہولیات کے باوجود انگلینڈ صرف ایک بار 1966ء میں عالمی کپ جیت سکا۔یہی حال ٹینس میں تھا اسکاٹ لینڈ کا اینڈی مرے اگر نہ ہوتا تو آج تک گورے وومبلڈن جیتنے کو بھی ترس رہے ہوتے، کرکٹ کے موجد ہونے کے باوجود آج تک صرف ایک T20 کپ ہی جیت پائے مگر ٹینس اور کرکٹ کے شائقین نے کبھی اتنا سیریس نہیں لیا کہ ہارنے کا غصہ جیتنے والی ٹیم کے سپورٹرز پر نکالنا شروع کردیں۔تقریباً دس برس قبل آرسنل کلب کا Emirates سٹیڈیم لندن میں بنایا گیا مگر اس کی منظوری بہت مشکل سے ہوئی تھی۔علاقے کے مکین یہ نہیں چاہتے تھے کہ فٹبال سٹیڈیم کی وجہ سے ان کے علاقے میں امن وامان کی صورت حال خراب ہو۔مگر انتظامیہ نے اس بات کا یقین دلایا کہ وہ ایسی نوبت نہیں آنے دیں گے بلکہ اس کونسل میں رہنے والوں کے لیے کام کے مواقع مہیا کرنے کے علاوہ مختلف کورسز اور بچوں کے لیے اچھے کوچز کے زیر نگرانی فٹبال سیکھنے کے کورسز بھی فری کروائیں گے۔انگلینڈ میں رہنے والے فٹبال کے شائقین کے رویے سے مطمئن نہیں تو دیگر ممالک والے ان کے متعلق کیا سوچیں گے۔جیسے شراب نوشی ٹریفک حادثات میں اضافے کا باعث بنتی تھی تو ٹریفک قوانین میں سختی کی گئی اور شراب پی کر گاڑی چلانے والے پر بھاری جرمانہ اور حادثے کی صورت میں لائسنس ضبط بھی کیا جاسکتا

ہے۔اسی طرح فٹبال میچز کے دوران شراب نہ پینے کا قانون بنانا پڑے گا۔تا کہ شائقین اپنے ہوش وحواس میں رہیں ۔23 جون کو برطانیہ میں اس بات پر ریفرنڈم ہورہا ہے کہ یورپین یونین میں رہنا ہے یا نہیں ۔شکر ہے یورو کپ کا فائنل 10 جولائی کو ہے اگر ریفرنڈم سے پہلے فائنل ہو جاتا تو ہوسکتا ہے کہ انگلینڈ یورو کپ میں ناکامی کا غصہ یورپین یونین کو NO کا ووٹ دے کر نکالتے مگر اب کم از کم فیصلے کی گھڑی میں کوئی ایسا غم غصہ شامل نہیں ہوگا۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

16-06-2016